رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

# روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے



| جلد ۲۲ | مورخہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ یوم شنبہ | مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۹۱ |
|---|---|---|---|

## الہامات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ وَاِنِّیْ مُعِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ

(ترجمہ) جو تیری ذلت چاہے گا۔ میں اُسے ذلیل کروں گا۔ اور جو تیری مدد کا ارادہ رکھے گا۔ میں اس کی مدد کروں گا۔

نَظَرْنَا اِلَیْکَ وَقُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰۤی اِبْرَاہِیْمَ

(ترجمہ) ہم نے تیری حالت دیکھی۔ اور ہم نے کہا۔ کہ اے آگ تو ابراہیم کے حق میں ٹھنڈک اور سلامتی ہو جا۔

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ

(ترجمہ) لوگ اللہ کے نور کو مٹانا چاہیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ منکروں کی خواہشوں کے خلاف اپنے نور کو کمال تک پہونچائے گا۔

وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ اَلْفِتْنَۃُ ہٰہُنَا فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ

(ترجمہ) اور وہ اپنے رنگ میں تدبیریں کرینگے اور خدا اپنے رنگ میں تدبیر کریگا۔ اور اللہ کی تدبیر بہتر ہوتی ہے۔ فتنہ اس وقت قائم ہوگا۔ پس تو اولوالعزم برگزیدوں کی طرح صبر کرنا۔ اور کہنا کہ اے میرے رب مجھے بہترین جگہ پر پہونچا

اِنِّیْ مَعَکَ لَا تَیْئَسْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ ۔ اَلَاۤ اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔

(ترجمہ) میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ناامید مت ہو۔ اللہ کی تائید بہت جلد آنے والی ہے۔ اللہ کی مدد بہت جلد آئے گی۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَہُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔

(ترجمہ) کیا لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔ کہ ان کے دعویٰ ایمان کا امتحان نہیں لیا جائے گا۔ اور انہیں ابتلا میں نہیں ڈالا جائے گا۔

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ

(ترجمہ) تم استقلال۔ اور دعاؤں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو۔

لَا تَہِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

(ترجمہ) تم کمزوری مت دکھاؤ۔ اور نہ غمگین ہو۔ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔

نَجَّیْنَاکَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاکَ فُتُوْنًا۔

(ترجمہ) ہم تجھے غم سے نجات دیں گے۔ اور تجھے ہم آزمائش میں ڈالیں گے۔

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔ کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔

# کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سخت جاں ہیں ہم کسی کے بغض کی پروا نہیں
جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں

ہے سرِ رہ پر مرے وُہ خود کھڑا مولیٰ کریم
مجھ کو پردہ میں نظر آتا ہے اک میرا معین

دشمنِ غافل اگر دیکھے وہ بازو وہ سلاح
اس جہاں کا کیا کوئی داور نہیں اور داد گر

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کی طرف
غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے

دشمنو ہم اس کی رہ میں مر رہے ہیں ہر گھڑی
سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں

کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
پاک بر تر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر

اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذّاب کی
کیا بگاڑا اپنے مکروں سے ہمارا آج تک

دل قوی رکھتے ہیں ہم دردوں کی ہے ہم کو سہار
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

پس نہ بیٹھو میری راہ میں اے شریرانِ دیار
تیغ کو کھینچے ہوئے اُس پر جو کرتا ہے وُہ وار

ہوش ہو جائیں خطا اور بھول جائے سب نقار
پھر شریر النفس ظالم کو کہاں جائے فرار

وُہ بلاتے ہیں۔ کہ ہو جائیں نہاں ہم زیر غار
وہ ہمارا ہو گیا اس کے ہوئے ہم جاں نثار

کیا کرو گے تم ہماری نیستی کا انتظار
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار
ورنہ اٹھ جائے اماں پھر سچے ہو ویں شرمسار

کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
اژدھا بن بن کے آئے ہو گئے پھر سوسمار

# سید عطاء اللہ شاہ صاحب کے مقدمہ کی اپیل پر مسٹر جی ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کا فیصلہ

ذیل میں مسٹر جی. ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کے اس فیصلہ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ جو انہوں نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ کی اپیل پر لکھا۔ یہ فیصلہ ہم اس لئے شائع کر رہے ہیں۔ تا ہر ایک احمدی معلوم کر سکے۔ کہ جماعت احمدیہ اس وقت کن حالات میں سے گزر رہی ہے۔ اور تا کہ وہ اپنے آپ کو ان قربانیوں کے لئے تیار کر سکے۔ جن کے بغیر کبھی دُنیا میں صداقت نہیں پھیل سکتی۔ چونکہ اس فیصلہ کے متعلق قانونی اور دیگر کارروائی کے متعلق مرکز بسلسلہ غور کر رہا ہے۔ اس لئے ہم اس وقت اس کے متعلق کچھ لکھنا پسند نہیں کرتے۔ اور صرف یہی کہنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ کہ ہر ایک احمدی کے لئے اس فیصلہ کا پڑھنا یا سُننا نہایت ضروری ہے

فیصلہ کی نقل کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

بعدالت جی. ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور

اپیل فوجداری نمبر ۱۲۰ - ۱۹۳۵ء

سید عطاء اللہ شاہ بخاری ولد حافظ سید ضیاء الدین سکنہ امرتسر اپیلانٹ

بنام

سرکار

اپیل بخلاف حکم دیوان سکھ آنند صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل گورداسپور۔ مورخہ ۲۵ ۴/۳۵ جُرم زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند سزا ۶ - ماہ قید بامشقت:-

فیصلہ

اپیلانٹ عطاء اللہ شاہ بخاری کو تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت مجرم قرار دیتے ہُوئے ۶ - ماہ قید بامشقت کی سزا اس تقریر کی بنا پر دی گئی ہے۔ جو اس نے احرار تبلیغ کانفرنس کے موقعہ پر ۲۱ ۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان میں کی تھی:-

اپیلانٹ کے خلاف فرد جُرم پر نظر ڈالنے سے پہلے چند واقعات کا بیان کرنا ضروری ہے جو معاملہ زیر بحث سے تعلق رکھتے ہیں۔ تقریباً ۵۰ برس کا عرصہ ہُوا۔ قادیان کے ایک شخص مسمی غلام احمد نے دُنیا میں اعلان کیا۔ کہ وُہ خدا تعالےٰ کا موعود نبی ہے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی اس نے اسلام کے "اعلےٰ پادری" کی حیثیت بھی اختیار کر لی۔ اور ایک نئے فرقے کی بنیاد ڈال دی۔ جس کے ارکان اگرچہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ لیکن ان کے بعض عقائد اور اصول اسلام کے عام مسلمہ اصول سے بالکل متضاد تھے۔ اس فرقہ کا جو قادیانی مرزائی یا احمدی کہلاتا ہے۔ امتیازی نشان یہ ہے۔ کہ اس کے ارکان اس فرقے کے بانی کی (جسے مرزا کہا جاتا ہے) نبوت پر کامل اعتقاد رکھتے ہیں۔ جو تحریک اس طرح شروع کی گئی۔ اس نے جلدی ہی شکل پکڑ لی۔ اور آہستہ آہستہ لیکن غیر مشتبہ طور پر بڑھنا شروع کیا۔ اور اس کے پیرو چند ہزار کی تعداد میں ہو گئے۔ قدرتاً کچھ مخالفت ہوئی۔ اور مسلمانوں کی اکثریت بانی احمدیت کی مذہبی فوقیت کے متکبرانہ دعوے سے سخت ناراض ہُوئی۔ نوزائیدہ مذہب کے مخالفوں نے "کافر" کے الزام کا جو مرزا نے ان پر لگایا۔ شدت سے انکار کیا۔ مگر قادیانیوں نے اس بیرونی تنقید کی بالکل پروا نہ کی۔ اور اپنے وطن قادیان میں مقامی طور پر محفوظ ہوتے ہُوئے جہاں تک ہو سکا۔ حالات کے مطابق ترقی کرتے رہے:-

مقابلتہً محفوظ ہونے کی اس حالت نے غرور پیدا کر دیا۔ اس نے قادیانیوں میں تقریباً تمرد کی شکل اختیار کر لی۔ اپنے دلائل کو منوانے اور اپنے فرقے کو ترقی دینے کے لئے انہوں نے ان ہتھیاروں کا استعمال شروع کیا۔ جن کو عام طور پر نہایت ناپسندیدہ کہا جائے گا۔ انہوں نے ان اشخاص کے دلوں میں جنہوں نے ان کی جماعت میں شامل ہونے سے انکار کیا۔ نہ صرف بائیکاٹ اخراج۔ اور بعض اوقات اس سے بھی بدتر مصائب کی دھمکیوں سے دہشت پیدا کی۔ بلکہ اکثر انہوں نے ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا کر اپنے تبلیغی سلسلہ کو مضبوط کیا۔ قادیان میں ایک والنٹیر کور مرتب کی گئی۔ جس کا منشا غالباً اپنے احکام کو منوانے کے لئے قوت پیدا کرنا تھا انہوں نے عدالتی اختیارات کا استعمال بھی اپنے ذمہ لیا۔ اور دیوانی اور فوجداری مقدمات کی سماعت کی دیوانی مقدمات میں ڈگریاں دی گئیں۔ اور فوجداری مقدمات میں سزائیں دی گئیں۔ اور ان پر عملدرآمد کرایا گیا۔ لوگوں کو فی الحقیقت قادیان سے نکال دیا گیا۔ قصہ یہیں ختم نہیں ہوتا۔ قادیانیوں پر صریح الزام لگایا گیا۔ کہ انہوں نے مکانوں کو تباہ کیا۔ جلایا۔ اور قتل تک بھی کئے:-

اس خیال سے کہ کہیں یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ مذکورہ بالا واقعات محض حاکم کے تخیل کی اختراع ہیں یہ لازمی ہے۔ کہ میں چند واقعی مثالیں بیان کر دوں۔ جو اس مقدمہ کی مثل پر لائی گئی ہیں:-

کم از کم ۲ - اشخاص کو اپنے وطن قادیان سے باہر نکالا گیا۔ کیونکہ ان کے خیالات مرزا کے خیالات سے متفق نہ تھے۔ وُہ اشخاص حبیب الرحمن گواہ صفائی ۲۸ اور اسمٰعیل ہیں۔ مثل پر ایک چٹھی ڈی ۔ زیڈ ۳۳ موجود ہے۔ جس کا کاتب خود موجودہ مرزا ہے۔ اور جس میں حکم دیا گیا ہے۔ کہ حبیب الرحمن گواہ صفائی ۲۸ کو قادیان میں آنے کی اجازت نہیں۔ اس چٹھی کو مرزا بشیر الدین محمود احمد گواہ صفائی ۳۷ نے تسلیم کیا ہے۔ گواہ صفائی ۳۰ نے تسلیم کیا ہے۔ کہ اسمٰعیل کو جماعت سے خارج کیا گیا اور قادیان میں داخل نہ ہونے کا حکم دیا گیا بہت سے دیگر گواہوں نے تشدد اور ظلم کی داستانیں بیان کی ہیں۔ بھگت سنگھ گواہ صفائی بیان کرتا ہے۔ کہ مرزائیوں نے اس پر حملہ کیا۔ ایک شخص غریب شاہ کو قادیانیوں نے مارا۔ اور جب اس نے مقدمہ کرنا چاہا۔ تو کوئی شخص اس کی طرف سے شہادت دینے پر آمادہ نہ ہُوا۔ قادیانی ججوں کے فیصلہ کردہ مقدمات کی مثلیں پیش کی گئیں اور مثل پر موجود ہیں۔ مرزا نے تسلیم کیا ہے۔ کہ عدالتی اختیارات قادیان میں استعمال کئے جاتے ہیں اور ان معاملات میں وُہ خود آخری عدالت اپیل ہے عدالت کی ڈگریوں کا اجرا کیا جاتا ہے۔ اور ایک مثال ایسی بھی موجود ہے۔ جہاں ڈگری کے اجراء میں ایک مکان کو نیلام کیا گیا۔ اسٹامپ کے کاغذات بھی کے طور پر قادیان میں بنائے جاتے۔ اور فروخت کئے جاتے ہیں۔ اور مرزا کو جو درخواستیں دی جاتی ہیں ان میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ قادیان میں ایک والنٹیر کور کی موجودگی کی شہادت گواہ صفائی ۳۳ نے دی ہے علاوہ ازیں سب سے سنگین معاملہ عبدالکریم کا ہے جس کی داستان حقیقتاً ایک داستانِ درد ہے۔ اس شخص نے مرزائی مذہب قبول کیا۔ اور قادیان میں چلا گیا مگر وہاں اس کے دل میں مذہبی شکوک و شبہات پیدا ہُوئے۔ اور اس نے مرزائیت سے توبہ کی تب اس پر ستم آرائی کی ابتداء ہُوئی۔ اس نے ایک اخبار "مباہلہ" نامی جاری کیا۔ جس کا مقصد مرزائی جماعت کے معتقدات پر تنقید کرنا تھا۔ مرزا نے ایک تقریر میں جو دستاویز ڈی ۔ زیڈ ۲۹ میں شائع ہُوئی ہے اخبار مباہلہ کے شائع کرنے والوں کی موت کی پیشگوئی کی۔ اس تقریر میں ان لوگوں کی طرف اشارہ بھی کیا۔ جو اپنے مذہب کی خاطر قتل کرنے کو بھی تیار ہوتے ہیں۔ اس تقریر کے جلد بعد عبدالکریم پر قاتلانہ حملہ بھی ہُوا لیکن وُہ بچ گیا۔ ایک شخص محمد حسین عبدالکریم کی امداد کرتا تھا۔ اور ایک فوجداری مقدمہ میں جو عبدالکریم کے خلاف چل رہا تھا اس کا ضامن تھا۔ اس پر فی الحقیقت حملہ ہُوا۔ اور اسے قتل کر دیا گیا۔ قاتل پر مقدمہ چلا۔ اور اسے پھانسی کی سزا دی گئی:-

پھانسی کے حکم کی تعمیل ہوئی اور پھانسی پانے کے بعد لاش قادیان میں لائی گئی۔ اور بڑی دھوم دھام سے اسے اس جگہ دفن کیا گیا جس کو بہشتی مقبرہ کہا جاتا ہے۔ الفضل اخبار میں جو احمدیہ جماعت کا آرگن ہے۔ اس قتل کی تعریف اور قاتل کی مدح سرائی کی گئی۔ یہ لکھا گیا۔ کہ قاتل مجرم نہیں تھا اور امر واقعہ سے قبل ہی جان دیگر پھانسی کی بدنام کنندہ سزا سے بچ گیا۔ خدا نے اپنے عدل و انصاف میں یہ مناسب سمجھا کہ پھانسی کی ذلت سے پہلے ہی اس کی رُوح قبض کرے:-

جب عدالت میں مرزا کا اس معاملہ کے متعلق بیان لیا گیا۔ تو اس نے بالکل مختلف کہانی بیان کی۔ اور کہا کہ محمد حسین کے قاتل کو باعزت طریق پر اس لئے دفن کیا گیا تھا۔ کہ اس نے اپنے جرم پر اظہار ندامت کیا تھا۔ اور اس طرح گناہ سے بری ہو چکا تھا۔ لیکن دستاویز ڈی زیڈ ۱۹ اس کی تردید کرتی ہے۔ اور مرزا کی نیت اور اس کے رویہ کا پتہ اس اظہار خیالات سے بالکل عیاں ہے۔ جو اس نے ڈی زیڈ ۱۹ میں کیا۔ میں یہاں ضمناً یہ بھی کہہ دوں۔ کہ اس دستاویز کے مضمون سے لاہور ہائیکورٹ کی توہین متصور ہوتی ہے۔

ایک اور واقعہ بھی ہے جو محمد امین کے قتل سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ محمد امین بھی احمدی تھا۔ اور یہ امر واقعہ ہے۔ کہ وہ اس فرقہ کا ایک مبلغ تھا۔ اس کو بخارا بھیجا گیا تھا۔ کہ وہ مرزا کے مذہب کی تبلیغ کرے۔ لیکن کسی وجہ سے اس کو ملازمت سے سبکدوش کیا گیا۔ اس کی موت کلہاڑی کی ایک ضرب سے ہوئی۔ جو چوہدری فتح محمد گواہ صفائی ۳۱ نے لگائی۔ عدالت ماتحت نے اس معاملہ کو سرسری نگاہ سے دیکھا ہے لیکن اس پر نظر غائر ڈالنے کی ضرورت ہے محمد امین اگرچہ احمدی تھا۔ لیکن وہ مرزا کا مورد عتاب ہو چکا تھا۔ اور اس لئے نظروں سے گر گیا تھا۔ اس کی موت کے واقعات خواہ کچھ ہی ہوں۔ یہ امر ناقابل انکار ہے۔ کہ محمد امین تشدد کی موت مرا۔ اور کلہاڑی کے وار سے قتل کیا گیا۔ پولیس کو وقوعہ کی اطلاع دی گئی۔ لیکن بالکل کوئی کارروائی نہ کی گئی۔ یہ بحث کرنا فضول ہے۔ کہ قاتل حفاظت خود اختیاری کر رہا تھا۔ کیونکہ یہ فیصلہ کرنا اس عدالت کا کام ہے۔ جو مقدمہ کی سماعت کرے۔ یہ امر کافی تعجب انگیز ہے کہ چوہدری فتح محمد نے عدالت میں باقرار صالح بیان دیا ہے۔ کہ اس نے محمد امین کو قتل کیا تھا۔ مگر پولیس اس معاملہ میں کچھ کارروائی نہ کر سکی اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ مرزا کی طاقت اتنی بڑھ گئی تھی۔ کہ کوئی گواہ سامنے آ کر سچ بولنے کے لئے تیار نہیں تھا ہمارے سامنے عبدالکریم کے مکان کا واقعہ بھی ہے۔ عبدالکریم کو قادیان سے نکالنے کے بعد اس کا مکان جلا دیا گیا۔ اسے قادیان کی سمال ٹاؤن کمیٹی سے حکم حاصل کر کے نیم قانونی طریقے سے گرانے کی کوشش بھی کی گئی یہ افسوسناک واقعات ظاہر کرتے ہیں۔ کہ قادیان میں طوائف الملوکی تھی۔ جس میں آتش زنی اور قتل تک ہوتے تھے۔ ان واقعات پر اس امر کا اور اضافہ کر دیا جائے۔ کہ مرزائے قادیانی نے کروڑوں مسلمانوں کو جو اس کی فوقیت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ شدید دشنام طرازی کا نشانہ بنایا تھا۔ اس کی تصنیفات ایک مقدس اعلےٰ پادری کے اخلاق و آداب کی ایک انوکھی تفسیر ہیں۔ جو فقط نبوت کا ہی دعوےٰ نہیں کرتا۔ بلکہ خدا کا برگزیدہ اور مسیح ثانی ہونے کا مدعی بھی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکام ایک غیر معمولی درجہ کے فالج کا شکار ہو چکے تھے۔ اور دنیاوی اور دینی معاملات میں مرزا کے حکم کے خلاف کبھی آواز نہ اٹھائی گئی۔ مقامی افسروں کے پاس کئی مرتبہ شکایات کی گئیں۔ لیکن کوئی انسداد نہ ہوا۔ مثل پر ایک دو ایسی شکایات ہیں۔ لیکن ان کے مضمون کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے۔ اور اس مقدمہ کے اغراض کے لئے یہ بیان کر دینا کافی ہے۔ کہ قادیان میں ظلم وجور جاری ہونے کے متعلق معین الزامات لگائے گئے لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی طرف مطلقاً توجہ نہ کی گئی۔ ان کارروائیوں کے سدباب کے لئے اور مسلمانوں کے اندر منتقمانہ روح حیات پیدا کرنے کے لئے احرار تبلیغ کانفرنس منعقد کی گئی۔ قادیانیوں نے قدرتاً اس اقدام کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ اور انہوں نے کانفرنس کے انعقاد کو روکنے کے لئے دلیرانہ کوشش کی۔ احرار کانفرنس کے انعقاد کے لئے ایک شخص ایشر سنگھ کی زمین حاصل کی گئی تھی قادیانیوں نے اس زمین پر قبضہ کر لیا۔ اور اس پر دیوار کھینچ دی۔ اس طرح احرار اس ایک ہی قطعہ زمین سے بھی محروم کر دیئے گئے۔ جو ان کو قادیان میں مل سکتا تھا۔ اور اس لئے مجبور کر دیئے گئے۔ کہ قادیان سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک جگہ اپنا اجلاس کریں۔ دیوار کا بنایا جانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس وقت فریقین میں تعلقات کس قدر کشیدہ تھے۔ اور مرزائیوں کا تمرد کس حد تک پہنچ گیا تھا۔ کہ وہ اپنی دست درازی کے قانونی انجام سے اپنے آپ کو بالکل محفوظ و مامون سمجھتے تھے۔

لیکن اجلاس ہوا اور اس اجلاس کی صدارت کے لئے اپیلانٹ کو کہا گیا۔ جو بے انداز مقناطیسی جذب اور اعلےٰ درجہ کی فصیحانہ خطابت کا مالک ہے۔ اس نے اس اجلاس میں وہ تقریر کی۔ جسے ولولہ انگیز خطاب کہا جا سکتا ہے۔ تقریر کئی گھنٹے جاری رہی۔ اور بیان کیا گیا ہے۔ کہ حاضرین کی یہ کیفیت تھی۔ کہ گویا مسحور ہیں۔ اس تقریر میں اپیلانٹ نے اپنے خیالات کا اظہار کسی قدر صاف گوئی سے کیا۔ اور اس نے اس بات کو پوشیدہ نہ رکھا۔ کہ اس کے دل میں مرزا اور اس کے پیرواؤں کے خلاف کس قدر ناپسندیدگی بلکہ نفرت ہے۔ تقریر اخبارات میں شائع ہوئی اور اس پر اعتراض کیا گیا۔ معاملہ حکومت پنجاب کے سامنے پیش ہوا۔ جس نے موجودہ مقدمہ کی اجازت دی۔

اپیلانٹ کے خلاف جو فرد جرم ہے۔ اس میں اس کی تقریر کے سات حصے درج ہیں جن کو خاص طور پر قابل اعتراض اور قابل گرفت بیان کیا گیا ہے۔ وہ حصے یہ ہیں۔

(۱) فرعونی تخت الٹا جا رہا ہے۔ انشاءاللہ یہ تخت نہیں رہے گا۔

(۲) وہ نبی کا بیٹا ہے۔ میں نبی کا نواسہ ہوں۔ وہ آئے۔ تم سب چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔ وہ مجھ سے اردو پنجابی۔ عربی فارسی میں ہر معاملہ پر بحث کرے۔ یہ جھگڑا آج ہی ختم ہو جائے گا۔ وہ پردے سے باہر آئے۔ نقاب اٹھائے کشتی لڑے۔ مولا علی کے جو ہر دیکھے وہ ہر رنگ میں آئے۔ وہ موٹر میں بیٹھ کر آئے۔ میں ننگے پاؤں آؤں۔ وہ ریشم پہن کر آئے۔ میں گاندھی جی کی کھڈی کا کھدر شریف۔ وہ مزعفر کباب یا قوتیاں اور پلومر کی ٹانک وائن اپنے آبا کی سنت کے مطابق کھا کر آئے۔ اور میں اپنے نانا کی سنت کے مطابق جو کی روٹی کھا کر آؤں۔

(۳) یہ ہمارا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں یہ برطانیہ کے دم کٹے کتے ہیں۔ وہ خوشامد اور برطانیہ کے بوٹ کی خوشامد کرتا ہے۔ میں تکبر سے نہیں کہتا ہوں بلکہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مجھ کو اکیلا چھوڑ دو۔ پھر بشیر کے اور میرے ہاتھ دیکھو۔ کیا کروں لفظ تبلیغ نے ہمیں مشکل میں ڈال دیا ہے۔ یہ سیاسی مجلس نہیں ہے۔ او مرزائیو اگر باگیں ڈھیلی ہوتیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اب بھی ہوش میں آؤ۔ تمہاری طاقت اتنی بھی نہیں۔ جتنی پیشاب کی جھاگ ہوتی ہے۔

(۴) جو پانچویں جماعت میں فیل ہوتے ہیں۔ نبی بن جاتے ہیں۔ کیونکہ ہندوستان میں ایک مثال موجود ہے۔ کہ جو فیل ہوا۔ وہ نبی بن گیا۔

(۵) او مسیح کی بھیڑو تم سے کسی کا ٹکراؤ نہیں ہوا۔ جن سے اب مقابلہ پڑا ہے۔ یہ مجلس احرار ہے۔ اس نے تم کو ٹکڑے کر دینا ہے۔

(۶) او مرزائیو اپنی نبوت کا نقشہ دیکھو۔ او بڑے اگر تم نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ تو نبوت کی شان تو رکھتے۔

(۷) اگر تم نے نبوت کا دعوےٰ کیا تھا۔ تو انگریزوں کے کتے تو نہ بنتے۔

اپیلانٹ نے عدالت ماتحت میں بیان کیا۔ کہ اس کی تقریر درست طور پر لکھی نہیں گئی۔

اس نے جملہ نمبر ۵ کے متعلق صاف طور پر کہا۔ کہ وہ اس کا کہا ہوا نہیں۔ اور اگرچہ اس نے تسلیم کیا۔ کہ باقی جملوں کا مضمون میرا ہے۔ لیکن اس نے عبارت کے غلط ہونے کا عذر اٹھایا۔ عدالت ماتحت کے فیصلہ پر کہ جملہ نمبر ۵ کی رپورٹ غلط ہے۔ اور اپیلانٹ کو اس کے متعلق مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اپیلانٹ کی سزا یابی باقی چھ فقروں پر مدار رکھتی ہے۔ اپیلانٹ کے وکیل نے بحث کے وقت فوراً تسلیم کیا۔ کہ فقرہ جات نمبر ۱ تا نمبر ۴ اور نمبر ۶ و نمبر ۷ فی الحقیقت اپیلانٹ نے کہے۔ وہ اس مرحلہ پر رپورٹر کی عبارت کی درستگی کو بھی زیر بحث نہیں لانا چاہتا۔ اس لئے میرے واسطے صرف یہی امر قابل فیصلہ ہے کہ آیا یہ چھ جملے زیر دفعہ ۱۵۳ الف قابل گرفت ہیں۔ اور کیا یہ الفاظ کہہ کر مرافعہ گزار نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے؟

میں نے اس سے قبل ان حالات و واقعات کی تشریح کر دی ہے۔ جن کے ماتحت احرار تبلیغ کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ مرافعہ گزار نے عدالت میں بہت سی تحریری شہادتیں جن میں مرزا کی اپنی تحریریں شامل ہیں پیش کی ہیں۔ اور یہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔ کہ اسکی تقریر کا مقصد مرزا اور اسکے متبعین کے جبر و تشدد اور ستم رانیوں پر جائز اور معقول تنقید کرنا تھا۔ اس کا بیان ہے۔ کہ اس کی تقریر کا واحد مقصد سوئے ہوئے مسلمانوں کو دعوتِ بیداری دینا اور مرزائیوں کے مذموم افعال کا راز طشت از بام کرنا تھا۔ اس نے اپنی تقریر میں جا بجا مرزا کے ظلم و تشدد کا ذکر کیا ہے۔ اور مطالبہ کیا ہے۔ کہ ان مسلمانوں کی شکایات کا ازالہ کیا جائے جو صرف مرزا کی نبوت اور اسکے خود ساختہ اقتدار کے منکر ہونیکی وجہ سے ہدفِ جور و ستم بنے ہوئے ہیں۔ مرافعہ گزار کے وکیل اور قابل سرکاری وکیل نے مجھے تمام تقریر زیر بحث میں سے گذارا ہے اور میں نے مرافعہ گزار کی تقریر پر ان حالات کی روشنی میں غور کیا ہے۔ جو قادیان میں رونما ہو رہے تھے۔ اور میں فوراً یہ کہدینا چاہتا ہوں۔ کہ مرافعہ گزار کے پیشِ نظر دو الگ الگ مقصد تھے۔ اوّل یہ کہ وہ مرزا اور اس کے متبعین کے افعال پر تنقید کر کے مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دینا چاہتا تھا۔ کہ وہ احمدیوں کے مقابلہ میں بیدار ہو کر اپنی شکایات کا ازالہ کرائیں۔

مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ یہ تقریر ایک صلح کا اشارہ تھا۔ لیکن اُسے سرسری طور پر پڑھنے سے کوئی معقول آدمی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ اعلانِ صلح کی بجائے یہ تقریر پیکار آزمائی کی دعوت تھی۔ مرافعہ گزار نے قانون کے اندر رہنے کی کتنی ہی کوشش کیوں نہ کی ہو۔ لیکن اپنی لسانیت اور جوشِ فصاحت میں وہ قانون کی امتناعی حدود کو پھاند گیا اور اس نے ایسی باتیں کہدیں۔ جو اس کے سامعین کے دل میں مرزائیوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے سوا اور کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتی تھیں۔ ایک پختہ کار مقرر کی طرح مرافعہ گزار نے روما کے مارک انٹونی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ اعلان تو کر دیا۔ کہ وہ احمدیوں سے برسرِ پرخاش نہیں ہونا چاہتا۔ لیکن صلح و اتحاد کا یہ اعلان ایسی دشنام طرازی سے ملوث تھا۔ اور ایسے ذلیل انداز میں تھا۔ جس کا مقصد سامعین کے دلوں میں احمدیوں کے خلاف منافرت و حقارت کے جذبات پیدا کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

اس بات میں شک نہیں۔ کہ مرافعہ گزار کی تنقید میں ایسے حصے بھی ہیں۔ جو مرزا کے افعال کی بالکل جائز تنقید پر مبنی ہیں۔ تقریر کے دوران میں غریب شاہ کو زدوکوب کرنیکے واقعہ محمد حسین اور محمد امین کے واقعاتِ قتل اور مرزائے قادیان کے جبر و تشدد کے متعدد ایسے واقعات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جن پر تنقید کرنے کا ہر سچے مسلمان کو حق ہے۔ نیز اس تقریر کے دوران میں ان توہین آمیز الفاظ کا ذکر بھی کیا گیا جو احمدی لوگ پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں استعمال کرتے رہتے تھے۔ اور جن سے لازمی طور پر مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

مسلمانوں کے نزدیک محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ لیکن مرزائیوں کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے وحی الٰہی سے مشرف ہو سکتے ہیں۔ اور یہ کہ فرقہ احمدیہ کا بانی ایک نبی اور مسیحِ ثانی تھا۔ اس حد تک مرافعہ گزار کی تقریر قانون کی زد سے باہر ہے۔ لیکن جب وہ دشنام طرازی سے کام لیتا ہے۔ اور احمدیوں کو ایسے ایسے ناموں سے خطاب کرتا ہے۔ جنہیں سننا کوئی شخص بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ تو وہ جائز اور معقول تقریر کی حدود کو پھاند جاتا ہے اور خواہ اس نے یہ باتیں دیدہ دانستہ کہیں یا جذبات کے جوش میں۔ قانون اس سے اغماض نہیں کر سکتا۔

مرافعہ گزار کو معلوم ہونا چاہئے تھا کہ اس کے سامعین کی اکثریت اکھڑ اور ناخواندہ دیہاتیوں پر مشتمل تھی۔ اور یہ کہ اس قسم کی تقریر ان کے دل میں احمدیوں کے خلاف بغض و عناد کے جذبات کی پرورش کریگی۔ واقعات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ تقریر نے سامعین پر مزعومہ اثر ڈالا۔ اور مقرر کی لسانیت سے مسحور ہو کر لوگوں نے متعدد دفعہ جوش کا مظاہرہ کیا۔ یہاں اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ سامعین نے اس وقت اپنے مخالفین کے خلاف متشددانہ اقدام کیوں نہ کیا؟۔

اس میں شک نہیں۔ کہ جانبین کے تعلقات ایک مدت سے کشیدہ ہو رہے تھے۔ لیکن اس نوعیت کی تقریر کا لازمی نتیجہ فریقین کے درمیان نفرت و عداوت کے جذبات کا بڑھنا ہونا چاہئے تھا۔ اور وہ فی الحقیقت بڑھے۔

فردِ جرم میں جن سات فقروں کو قابلِ گرفت ٹھہرایا گیا ہے۔ میرے نزدیک ان میں سے تیسرا اور ساتواں سب سے زیادہ قابلِ اعتراض حصے ہیں۔ ان فقروں میں مرافعہ گزار نے احمدیوں کو برطانیہ کے دم بریدہ کتے کہا ہے۔ میرے نزدیک دوسرے حصے تعزیراتِ ہند کی دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت قابلِ گرفتاری نہیں ہیں۔ پہلا حصہ یعنی یہ فرعونی تختہ الٹا جا رہا ہے۔ میرے نزدیک بالکل بے ضرر ہے۔ دوسرا حصہ مرزا کی خوراک کے متعلق ہے یہ امر قابلِ دلچسپی ہے۔ کہ مرزائے اوّل نے اپنے عقیدت مندوں میں سے ایک کے نام خط لکھا تھا۔ جس میں خوراک کی ایسی تمام تفصیلات موجود تھیں، یہ خطوط کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور ان کا ایک نسخہ اس مقدمہ کے کاغذات میں شامل ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرزا ایک ٹانک استعمال کیا کرتا تھا۔ جس کا نام پلومر کی ٹانک وائن تھا اور ایک موقعہ پر اس نے اپنے ایک دوست کو لکھا۔ کہ وہ لاہور سے خرید کر اسے بھیجدے دوسرے ایک یا دو خطوط میں یاقوتی کا ذکر ہے۔ موجودہ مرزا نے خود اعتراف کیا ہے کہ اس کے باپ نے پلومر کی ٹانک وائن ایک دفعہ استعمال کی تھی۔ اور وہ ایک ایسا انسان تھا جسے رنگین مزاج کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ میری رائے میں یہ حصہ بھی قابلِ اعتراض نہیں۔ چوتھے حصے میں مرزائے اوّل کے امتحان میں فیل ہونے کا ذکر ہے۔ چھٹا فقرہ میری رائے میں حدِ فاصل پر واقعہ ہے۔ اور اس میں مرزا کو کاسہ لیسی کا الزام دیا گیا ہے۔ اور یہ کہا گیا ہے۔ کہ چاپلوسی پیغمبر کی شان کے منافی ہے۔ میری رائے میں تیسرے اور ساتویں حصے کے سوا اور کوئی حصہ قابلِ اعتراض نہیں۔ اس کا یہ مقصد نہیں۔ کہ مرافعہ گزار کی تمام تقریر میں صرف دو حصے ہی قابلِ اعتراض ہیں تقریر کے میلان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ مرافعہ گذار کا مقصد جہاں احمدیوں کے افعالِ شنیعہ کا تار و پود بکھیرنا تھا۔ وہاں مسلمانوں کے دل میں ان کے خلاف جذباتِ نفرت پیدا کرنا بھی تھا۔ یہ امر کہ سامعین نے اس کی تقریر سے متاثر ہو کر تشدد اور امن شکنی کا مظاہرہ کیوں نہ کیا۔ اس کے جرم میں صرف تخفیف کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔

مجھے اس بات میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ مرافعہ گزار احمدیوں پر تنقید کرنے میں حق بجانب تھا۔ تاہم میرے خیال میں اس نے ایسا کرنے میں تنقید کے واجب اور معقول حدود سے تجاوز کیا۔ اور اپنے آپ کو قانون کے نتائج بھگتنے کا سزاوار ٹھہرایا مرافعہ گزار کا یہ فعل عام حالات میں گو قابلِ چشم پوشی بلکہ قابلِ تعریف ہو سکتا ہے۔ لیکن اس قسم کے حالات میں جہاں احساسات تیز اور جذبات پہلے ہی سے مشتعل ہوں اس قسم کی تقریر کرنا آگ پر تیل چھڑکنے کے مترادف ہے۔ اگر مرافعہ گزار کے جرم کو ایک اصطلاحی جرم ہی قرار دیا جا سکے۔ تو بھی قانون کی حرمت کا تحفظ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اس مقدمہ کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے اور سامعین پر اس تقریر کے اثرات کا اندازہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ مرافعہ گزار نے تعزیراتِ ہند کی دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت ارتکابِ جرم کیا ہے۔ اور اس کا جرم قائم رہنا چاہئے۔ سزا کی کمی اور بیشی کا اندازہ کرتے وقت یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان واقعات کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے۔ جو قادیان میں رونما ہو رہے تھے۔ نیز یہ کہ مرزا نے مسلمانوں کو کافر، سؤر اور ان کی عورتوں کو کتنیوں کا خطاب دیکر ان کے جذبات کو سخت مشتعل کر دیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ مرافعہ گذار کا جرم صرف اصطلاحی تھا۔ چنانچہ میں اس کی سزا میں تخفیف کرتے ہوئے تا برخاست عدالت قید محض کی سزا دیتا ہوں ؛

دستخط جی۔ ڈی کھوسلہ سشن جج گورداسپور ؛ (۶ر جون ۱۹۳۵ء)

# مسئلہ نبوت اور اخبار "احسان"

## قرآن مجید، احادیث اور بزرگانِ سلف کی شہادتیں

اخبار "احسان" نے "قادیانیت کے کاسہ سر پر اسلام کے البرز شکن گرز کی ضرب کاری" کے زیر عنوان جو لاطائل سلسلہ مضامین شائع کیا۔ وہ اگرچہ ۱۹ مئی سے ختم ہو چکا ہے۔ اور اس کے بیشتر حصہ کا جواب بھی ہم دے چکے ہیں۔ مگر بعض باتیں ابھی ایسی ہیں۔ جن پر کسی قدر روشنی ڈالنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ۱۸ مئی کے احسان میں "مدیر دسر دبیر" نے "قادیانیت کا سیاسی پہلو" کے زیر عنوان جماعت احمدیہ کے وہ عقائد بیان کئے ہیں۔ جو بقول اس کے "نئے" ہیں اور جن کی بنیاد "بے سروپا تاویلوں اور عقل انسانی کی تذلیل کرنے والی دلیلوں" پر ہے۔ ان عقائد میں سے پہلا عقیدہ اس کے نزدیک "اجرائے نبوت" کا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔ احمدیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ

"نبوت کا دروازہ کھلا ہے یعنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ارادت و عقیدت کا دامن اس مضبوطی کے ساتھ تھامنے کی ضرورت نہیں جو مسلمانوں میں تیرہ سو سال سے چلی آرہی ہے۔ اور ان کے ایمان کی صحت کی شرط اولین ہے" یہ درست ہے کہ جماعت احمدیہ نبوت کا دروازہ امت محمدیہ میں ہمیشہ کے لئے کھلا مانتی ہے۔ مگر یہ قطعاً صحیح نہیں کہ یہ نیا عقیدہ ہے اور نہ یہ صحیح ہے کہ جماعت احمدیہ نعوذ باللہ یہ عقیدہ رکھتی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن اس مضبوطی سے تھامنے کی ضرورت نہیں۔ جو مسلمانوں میں تیرہ سو سال سے چلی آرہی ہے۔

اجرائے نبوت کے نیا نہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کریم احادیث اور بزرگان سلف کے اقوال سے صریح طور پر یہ مستنبط ہوتا ہے کہ امت محمدیہ میں ضرورت حقہ پر رسول مبعوث ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی ہے۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنی اے خدا ہمیں وہ راہ دکھا جس پر چل کر پہلے لوگوں نے انعام حاصل کئے۔ وہ انعام کیا تھے جو پہلے لوگوں کو ملے۔ اس کی تشریح خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قول سے یوں فرمائی ہے۔ کہ یا قوم اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ (مائدہ ع ۴) یعنی اے قوم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ کہ اس نے تم میں نبی بھیجے اور تمہیں بادشاہ بنایا۔

اس سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ کی جسمانی لحاظ سے بہت بڑی نعمت بادشاہت ہے۔ اور روحانی لحاظ سے بہت بڑی نعمت نبوت چونکہ مومن کا منتہیٰ و مقصود زیادہ سے زیادہ قرب الٰہی حاصل کرنا ہے۔ اس لئے لامحالہ وہ انعام جس کی طلب کے لئے ہر مومن ہر نماز میں دست بدعا رہتا ہے۔ وہ سوائے نبوت یا اس سے نیچے کے درجوں کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ دوسری جگہ خدا تعالیٰ نے اس نعمت کا ذکر یوں فرمایا ہے۔ اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ یعنی منعم علیہ گروہ میں چار قسم کے لوگ داخل ہیں۔ نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح اس سے معلوم ہوا کہ انعام الٰہی کا بلند ترین مقام نبوت ہے اس سے نیچے صدیقیت اس سے نیچے شہادت اور اس سے نیچے صالحیت۔ جب مومن کے لئے نہایت ضروری فرق قرار دیا گیا ہے۔ کہ روزانہ یہ دعا مانگے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ کہ خدایا مجھے منعم علیہ گروہ میں شامل فرما۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ یعنی جو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اس کو نبیوں صدیقوں شہیدوں اور صلحاء میں سے کوئی درجہ دیا جاتا ہے۔ تو جس طرح صالحیت کا دروازہ کھلا ہے۔ شہادت کا دروازہ کھلا ہے صدیقیت کا دروازہ کھلا ہے اسی طرح نبوت کا دروازہ بھی امت محمدیہ کے لئے کھلا ہے۔ مگر تعجب ہے۔ کہ ہمارے مخالف یہ تو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ امت محمدیہ میں صلحاء ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ شہادت کا درجہ بھی حاصل ہو سکتا ہے یہ ماننے میں بھی انہیں کوئی تامل نہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر جب کہا جائے کہ نبوت کا دروازہ بھی اسی طرح کھلا ہے تو انکار کر دیتے ہیں۔ غرض اجرائے نبوت کا عقیدہ قطعاً نیا نہیں۔

پھر احادیث سے بھی ثابت ہے کہ اجرائے نبوت کا مسئلہ درست ہے چنانچہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ابراہیم فوت ہوا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لو عاش ابراہیم لکان صدیقا نبیا (ابن ماجہ جلد ا کتاب الجنائز) یعنی اگر یہ زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ یہ واقعہ ۹ھ میں ہوا۔ اور آیت خاتم النبیین ۵ھ میں نازل ہوئی۔ گویا آیت خاتم النبیین کے نزول کے چار سال بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا جس سے ثابت ہے کہ آپ کے نزدیک خاتم النبیین کا مطلب انقطاع نبوت نہیں تھا۔ ایک اور حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ابوبکر افضل ھذہ الامۃ الا ان یکون نبی (کنوز الحقائق صفحہ ۴) ابوبکر اس امت میں سے سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی ہو جائے۔ یعنی اگر کوئی نبی مبعوث ہو۔ تو پھر حضرت ابوبکر اس سے افضل نہیں ہو سکتے۔ اگر اب کوئی نبی نہیں بن سکتا تھا۔ تو پھر یہ استثنا فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ استثناء بتاتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہے۔

بزرگان سلف بھی اسی عقیدہ کے موید تھے۔ چنانچہ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی فرماتے ہیں۔ ان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ھی نبوۃ التشریع لا مقامھا (فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳) یعنی وہ نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پر ختم ہوئی صرف تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت۔ حضرت امام شعرانی فرماتے ہیں۔ وقولہ لا نبی بعدی ولا رسول المراد بہ لا مشرع بعدی (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۲) یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو یہ قول ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں۔

سید عبدالکریم صاحب جیلانی لکھتے ہیں۔ فانقطع حکم نبوۃ التشریع بعدہ وکان محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین (الانسان الکامل باب ۳۶ صفحہ ۴) یعنی صرف تشریعی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی ہے۔ اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوئے حضرت سید ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ وختم بہ النبیون ای لا یوجد من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس (تفہیمات الٰہیہ صفحہ ۵۳) یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبی ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اب آپ کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں آسکتا۔ جسے خدا تعالیٰ شریعت دے کر لوگوں کی طرف مامور کرے۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی لکھتے ہیں۔ "بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا زمانے میں آنحضرت کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔" (دافع الوسواس فی اثر ابن عباس صفحہ ۱۲) مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں۔ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا" (تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

غرض امت محمدیہ کے صلحاء و اولیاء یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ غیر تشریعی نبوت کا سلسلہ امت محمدیہ میں جاری ہے۔ مختصر طور پر یہ بھی بتا دیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

عالم اسلام پر نظر

# جزائر شرق الہند و لندیزی علاقہ کے مسلمان

(از الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیر)

جن یوروپین طاقتوں کے ماتحت مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے رکھا ہے۔ اور سبق دیا ہے۔ کہ اب تم لوہے کی تلوار سے ترقی نہیں کر سکتے۔ ان میں ایک ہالینڈ ہے۔ اس ملک کے مقبوضات شرقیہ میں مجمع الجزائر شرق الہند کے جزائر سماٹرا۔ جاوا۔ اسلیبز جنوبی بورنیو اور جزائر ملاکا ہیں۔ ان تمام جزائر میں کثیر آبادی مسلمانوں کی ہے۔ اور ان جزائر سے کثرت کے ساتھ حاجی ہر سال مکہ معظمہ میں جاتے ہیں۔ ڈچ حکومت نے حاجیوں کی آسائش و آرام کے لئے کافی انتظام کیا ہے۔ ہندوستانی جہازوں سے بہت بہتر جہاز۔ اور ہر انتظام تسلی بخش ہوتا ہے۔ ڈچ کونسل بھی خاص دلچسپی لیتا ہے۔

ڈچ حکومت نے مسلمانوں کے معاملات میں مشورہ دینے کے لئے ایک خاص عہدہ دار رکھا ہے۔ اس ملک کے عربی عالم پروفیسر بر گرو سمجھے ہیں۔ جو پہلے بٹاویہ میں برسر خدمت تھے۔ اب وطن میں اسلامی معاملات پر مشیر کا کام کرتے ہیں۔ پروفیسر صاحب مسیحی ہیں۔ اسلام کے متعلق دینی خیالات رکھتے ہیں۔ جو پروفیسر مار گولیتھ کے ہیں۔

یہاں پر وضاحت کے لئے مناسب ہوگا۔ یہ ذکر کر دوں۔ کہ جب آج سے قریباً سترہ برس پہلے پروفیسر مار گولیتھ جب قادیان آئے تھے۔ تو اس وقت میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اسلام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ وہ معاندانہ ہے اور صحیح نہیں پروفیسر موصوف نے جواب دیا۔ میں نے کچھ بھی نہیں لکھا۔ جب تک کسی مسلمان مصنف کی رائے یا کوئی سابقہ قول خود مطالعہ نہیں کر لیا۔ جب میں نے احمدیہ عقائد کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ آئندہ ایسا کیا جائیگا کہ آپ کے عقائد کو مدنظر رکھا کروں گا۔ چنانچہ جب انہوں نے لنڈن کانفرنس میں اسلام کے متعلق افتتاحیہ لکھا۔ تو ہمارے عقائد کو مدنظر رکھا۔

یہی حال ہالینڈ کے مار گولیتھ کا ہے جب ان سے چند سال ہوئے۔ ایک ڈچ احمدی خاتون نے دریافت کیا۔ کہ خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں تو پروفیسر موصوف نے لکھا "خاتم النبیین کے معنوں کی نسبت علماء اسلام میں دو خیالوں کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو خاتم کے معنے بند کرنے والا اور ختم کرنے والا سمجھتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو اس کے معنے بہترین اور افضل کے کرتے ہیں۔ پہلا خیال آخری دنوں میں غالب آگیا ہے"۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے کس قدر مطالعہ کیا ہے۔

مسیحی تبلیغی کوششیں ان ممالک میں کثرت اور زور سے جاری ہیں۔ وسط جاوا میں صرف کیتھولک مشن نے ۷۰ ہزار مسلمان مسیحی بنالئے۔ اور بٹک مشن سماٹرا نے گزشتہ ۴۰ سال میں نہ صرف اسلام کی ترقی کو روکا بلکہ ۲۵ ہزار عیسائی بنائے۔ اور بٹک قوم ہندوؤں کی طرح تعلیم یافتہ ہو رہی ہے۔ ان کو اسلام سے نفرت ہے۔ چنانچہ ایک مسیحی رسالہ میں ایک تعلیم یافتہ بٹک کا قول لکھا ہے:-

"میں مسلمان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مسلمان ہونے کے یہ معنے ہیں۔ کہ فساد پسند اخلاق سے معرا قوم میں شامل ہونا"

مسیحی پادری فخر سے کہتے ہیں۔ کہ "ہر سال جو لوگ یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کرتے ہیں۔ ان میں کئی ہزار مسلمان ہوتے ہیں"۔

ان جزائر کے مسلمانوں میں بیداری ہے جمعیۃ المحمدیہ نام سوسائٹی مسلمانوں میں تعلیم کا رواج دے رہی ہے۔ اور حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے قادیان سے مسیح موعود کے خدام کو بھیج دیا ہے اس وقت جاوا و سماٹرا دونوں جگہ ہمارے مشن قائم ہیں۔ جن کی رپورٹیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

---

میں ہفتہ وار لیکچروں میں ۲۰۰ - ۳۰۰ تک کا مجمع ہوتا ہے۔ مولوی محمد صادق صاحب نے حال میں ۵۰۰ میل کا دورہ کیا۔ مولوی رحمت علی صاحب و مولوی محمد صادق صاحب۔ اور دیگر قادیان سے فارغ التحصیل مقامی مبلغین کی کوششوں سے ایسے تبلیغی اخراجات قائم ہوئے ہیں کہ مسیحی مبلغین لکھ رہے ہیں غیر ملکی مبلغین اسلام آ کر اسلام کی سیمت پر فضیلت کا وعظ کرتے ہیں۔

سماٹرا میں مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل اور جاوا میں مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل محنت سے کام کر رہے ہیں۔ جاوا سے "پیسندار اسلام" اور سماٹرا سے "اسلام" نام رسالے شائع ہوتا ہے۔ ہر دو رسائل مقامی زبانوں میں ہیں۔ تعلیم یافتہ اہل جزائر احمدیت میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ احمدیہ ہال بٹاویہ

---

# حیدر آباد دکن کے اہم واقعات

(الفضل کے خاص نامہ نگار کے قلم سے)

## شہریار دکن کی سلور جوبلی

اعلیحضرت خسرو دکن کی سلور جوبلی کی تقریب آرہی ہے۔ رعایا اسے خوشی خوشی منانے کی تیاریاں ابھی سے کر رہی ہے۔ عثمانیہ جوبلی کی ایک عمارت بطور یادگار ابھی سے زیر تعمیر ہے۔ سنا ہے کہ مرکزی دواخانہ یونانی جو دواخانہ عثمانیہ کے نام پر ہوگا۔ اس جوبلی کے موقعہ پر کھولا جائیگا۔ اسکی رسم افتتاح خود اعلیحضرت بنفس نفیس انجام دینگے۔ اسکی عمارت بالکل تیار و قابل استعمال ہے جو چار مینار کے متصل واقع ہے۔

## فاضل راجیکی علم دوست طبقہ میں

نواب اکبر یار جنگ بہادر کے بنگلہ پر چند مخصوص علماء اور علم دوست معززین کے حلقہ میں مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے قرآن کریم میں قصص کی تکرار کے موضوع پر بہت دلچسپ و لطیف تقریر فرمائی۔ یہ تقریر ایک عالم کی خواہش پر کی گئی تھی۔ سیٹھ محمد اعظم صاحب مشہور تاجر حیدر آباد نے اپنے مخصوص دوستوں کی مجلس میں مولانا موصوف کی تقریر ضرورت انبیاء کے موضوع پر کرائی۔ جس کا حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا۔

## مجالس میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم

ماہ ربیع الاول میں قدیم طرز عمل کے مطابق یہاں کی انجمنیں میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مجالس منعقد کرانیکا انتظام کر رہی ہیں ایک جگہ مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کو رحمۃ للعالمین کے عنوان پر تقریر کرنے کی دعوت آئی ہے۔ جسے مولانا نے قبول فرما لیا ہے۔ مولوی سید بشارت احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کی تقریر بھی اسی مجلس میں حیات النبی صلے اللہ علیہ پر ہوگی۔

## افسوسناک انتقال

میر نظام اللہ شاہ صاحب ایڈیٹر اخبار "دور جدید" لاہور حیدر آباد آئے۔ مگر آتے ہی سخت بیمار ہو گئے۔ ابتدا میں معقول علاج سے افاقہ ہوا۔ لیکن یکایک پھر طبیعت بگڑ گئی۔ اور شاہ صاحب غریب الوطنی میں نواب اکبر یار جنگ بہادر کے بنگلہ پر فوت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

## قانون حقوق الزدواج

مجلس وضع قوانین حیدر آباد میں ایک مسودہ قانون موسومہ حقوق ازدواج اسلام زیر غور ہے۔ یہ مسودہ حال ہی میں اخبارات میں اس غرض سے شائع کرایا گیا ہے۔ کہ علمائے دین مشورہ دیں۔ کہ آیا ایسا قانون مذہبی مداخلت کی ذیل میں تو نہیں آئیگا۔ اور یہ حیثیت موجودہ اس کی منظوری کی ضرورت ہے۔ مسودہ قانون کی دفعات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ گویا زوجین کے حقوق کے متعلق شرع اسلام واضح نہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔

---

# درخواست دعا

(۱) میرے والد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں۔ علیل ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے نصر اللہ خاں۔ بھیروکی درکان ضلع گوجرانوالہ

(۲) مولوی محمد شفیع صاحب سیا دور بیر میانوالی جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ بیمار ہیں۔ دعائے صحت کے لئے درخواست ہے

قریشی احمد شفیع از میانوالی

# ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

**امرتسر ۱۳ جون** - میٹرک کے امتحان میں فیل ہو جانے پر اس سال کئی طلباء نے خودکشی کے اقدامات کئے تھے۔ ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے آج ایف اے کے امتحان کا نتیجہ نکلنے پر پولیس نے خاص انتظامات کئے۔ اور ریلوے لائن اور نہر وغیرہ پر پہرہ رکھا۔

**مدراس ۱۳ جون** - ایلور کا ایک پیغام مظہر ہے کہ وہاں ایک گاؤں میں آگ لگ گئی اور ۳۱۵ مکان جل کر راکھ ہو گئے کئی اشخاص بے خانماں پھر رہے ہیں۔

**الہ آباد ۱۳ جون** - چند دن ہوئے پولیس نے سوراج بھون پر کانگرس کے دفتر میں چھاپہ مارا تھا اور پنڈت جواہر لال نہرو کی ایک تصنیف کی بارہ سو کتابیں قبضہ میں کر لی تھیں۔ آج پولیس نے پھر سوراجیہ بھون میں چھاپہ مارا - اور ایک کتاب جس میں پنڈت جواہر لال نہرو کی سرگرمیوں کا ذکر تھا - قبضہ میں کر لی - اور ان اشخاص کے نام و پتے بھی درج کر لئے - جن کو یہ کتابیں بھیجی گئی تھیں۔

**ملتان ۱۳ جون** - گذشتہ اپریل میں ملتان میں ہندو مسلم فساد ہو گیا تھا اور ۱۰ اشخاص ہلاک ہوئے تھے ان کے مقدمات کی سماعت کے لئے مسٹر لوئیس کو لائل پور سے یہاں تبدیل کیا گیا تھا - ایک ہندو ویر بھان کے قتل کے الزام میں چار مسلمانوں کے خلاف مقدمہ چلایا گیا تھا - وہ سب بری کر دئے گئے - ایک اور شخص بلرام کو قتل کرنے کے الزام میں محمد نواز کو پھانسی اور دو کو سات سات سال قید سخت کی سزا دی گئی اور ایک چار سالہ بچہ کو قتل کرنے کے الزام میں حق نواز کو بھی موت کی سزا ہوئی - ہندوؤں نے ویر بھان کے قاتلوں کو بری کر دینے کے خلاف بطور پروٹسٹ ہڑتال کر دی ہے۔

**لاہور ۱۳ جون** - کوئٹہ کے مصیبت زدہ لوگوں سے بھری ہوئی گاڑیاں ابھی تک آ رہی ہیں - چنانچہ آج صبح تین گاڑیاں آئیں ایک گاڑی سے ایک مصیبت زدہ مسلمان عورت اتری - جس کی گود سے خورد سالہ بچہ کو ایک اور عورت نے جو بظاہر ریلیف کا

کام کرنے والی معلوم ہوتی تھی لے لیا - مگر پھر معلوم نہیں کہاں چلی گئی - عورت بیچاری روتی بیٹھی ہے - پولیس میں رپورٹ درج کرائی گئی ہے۔

**امرتسر ۱۳ جون** - سٹیشن پر سے ریلیف کیمپ اٹھا دیا گیا ہے - اب جو لوگ آئیں گے ان کی نگہداشت عملہ سٹیشن کے سپرد کی گئی ہے - زلزلہ زدگان کو سرکاری خرچ پر خوراک مہیا کرنے کے اختیارات سٹیشن ماسٹروں کو دئے گئے ہیں۔

**امرتسر ۱۳ جون** - احراریوں نے مسلمانوں کو لوٹنے کے لئے ریلیف کیمپ کا جو ڈھونگ رچایا ہوا ہے - اس کے رضا کاروں کے کپتان کو اس واسطے علیحدہ کر دیا گیا ہے کہ وہ دو یتیم بچوں کو کیمپ سے لے گیا تھا۔

**جڑانوالہ ۱۲ جون** - گذشتہ شب یہاں زلزلہ کے دو معمولی جھٹکے محسوس کئے گئے اس کے بعد زبردست آندھی شروع ہو گئی لوگوں میں سخت خوف و ہراس پھیل گیا - اور وہ بال بچوں سمیت مکان خالی کر کے باہر چلے گئے۔

**راولپنڈی ۱۲ جون** - ایک سکھ رئیس نے وائسرائے سے بذریعہ تار درخواست کی ہے کہ مجھے اپنے مکان واقعہ کوئٹہ کا ملبہ اپنے خرچ پر اٹھوانے کی اجازت دی جائے - تا میں قریباً ایک لاکھ روپیہ کی مالیت کے نوٹ اور زیورات نیز پانچ لاکھ کی جائداد کے ضروری کاغذات برآمد کر سکوں - اس سے قبل نیشنل بنک کوئٹہ کو اسی طرح اجازت دی جا چکی ہے۔

**الہ آباد ۱۳ جون** - پولیس نے ایک انقلاب پسند کو جو کئی دفعہ اس کے ہاتھ سے بچ کر صاف نکل جاتا رہا - حیرت انگیز طریق پر گرفتار کیا ہے - اس کے قبضہ سے ایک ریوالور برآمد ہوا۔

**پشاور ۱۲ جون** - افغان گورنمنٹ نے رفاہ عام کے محکمہ جات مثلاً ڈاک تار

ٹیلی فون وغیرہ کو ترقی یافتہ ممالک کے معیار کے مطابق بنانے نیز سارے ملک کا سروے کرانے کا فیصلہ کیا ہے - یہ کام جرمن گورنمنٹ کے ایک افسر کے سپرد کیا گیا ہے - جو اس سے قبل ٹرکی میں کام کر چکا ہے۔

**بہرام پور ۱۲ جون** - اس ضلع کے شمالی حصہ سے خوفناک طوفان باد کی اطلاع موصول ہوئی ہے - جس سے مکانات کی بہت سی چھتیں اڑ گئیں - درخت جڑوں سے اکھڑ گئے - تین اشخاص ہلاک اور دو سخت مجروح ہوئے - دو کشتیاں الٹ گئیں - مگر مسافر بچا لئے گئے - سخت ژالہ باری بھی ہوئی - جس سے بہت سے اشخاص اور مویشی زخمی ہو گئے۔

**افریقہ** کی ایک اطالوی نوآبادی میں ایک شہر ساوا نامی ہے - جہاں اس قدر گرمی پڑتی ہے - کہ دھوپ میں پڑے ہوئے کسی پتھر پر اگر پانی رکھ دیا جائے - تو وہ جھٹ پٹ ہی اس قدر گرم ہو جاتا ہے - کہ اس میں انڈا ابالا جا سکتا ہے - یہاں سایہ میں ٹمپریچر ۱۴۰ درجہ تک ہوتا ہے - جنوری سرد ترین مہینہ سمجھا جاتا ہے - مگر اس میں بھی ٹمپریچر ۸۵ درجے سے کم نہیں ہوتا۔

**امرتسر ۱۳ جون** - پولیس نے اخبار "نوجوان مزدور" اور اس کے ہشوالا پریس کی تلاشی لی - اس اخبار کا ۶ جون کا پرچہ مہاراجہ پٹیالہ کے خلاف ایک مضمون شائع کرنے کی وجہ سے ضبط کر لیا گیا ہے۔

**الہ آباد ۱۳ جون** - کھڈیوں کی صنعت و حرفت کو ترقی دینے کے لئے یو پی گورنمنٹ نے ایک سکیم بنائی - جس کے ماتحت امسال اس سال اسی ہزار روپیہ اور ہر سال بہتر ہزار روپیہ خرچ کیا جائے گا۔

**کوچین ۱۳ مئی** - سرکاری طور پر اس افواہ کی تردید کی گئی ہے - کہ ریاست کے دیوان سر شنکھم چیٹی موجودہ عہدہ سے مستعفی ہونے والے ہیں - کیونکہ انہیں

ریزرو بنک میں جگہ مل گئی ہے۔

**بٹالہ ۱۲ جون** - چند روز سے یہ زبردست افواہ پھیل رہی ہے کہ جوالا مکھی لائیں ٹھنڈی پڑ گئی ہیں - اس لئے کانگڑہ کا پہاڑ پھٹ جائے گا - اور زبردست زلزلہ آئے گا - لوگوں میں خوف و ہراس طاری ہے

**لاہور ۱۳ جون** - میونسپل ایگزیکٹو آفیسر کی تین سالہ میعاد ختم ہونے والی تھی میونسپلٹی کی اکثریت نے ان کا ایک سو روپیہ ماہوار کا موٹر الاؤنس بھی بند کر دیا تھا - لیکن لوکل سیلف گورنمنٹ نے ان کے عہدہ کی میعاد میں مزید تین سال کی توسیع کر دی ہے - تنخواہ ایک ہزار سے بارہ سو کر دی اور موٹر الاؤنس بھی بحال کر دیا ہے۔

**لاہور ۱۳ جون** - میونسپل معاملات ابھی درست نہیں ہوئے - صدر کے رویہ کے خلاف بعض لوگوں میں ناراضگی پیدا ہو رہی ہے - اور ان کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی کوشش ہو رہی ہے - معلوم ہوا ہے کہ حکومت اس بات پر غور کر رہی ہے کہ صاحب صدر کو کسی ریاست میں بھیج دیا جائے - تا یہ روزانہ کا جھگڑا ختم ہو جائے - خیال کیا جاتا ہے - کہ آپ کو ریاست الور میں کوئی عہدہ دے دیا جائے گا۔

**کوئٹہ ۱۲ جون** - موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے - کہ کوئٹہ میں مقیم تمام افواج کو جنہوں نے زلزلہ کوئٹہ کے سلسلہ میں زبردست کام کیا ہے - چار ماہ کی رخصت دی جائے گی۔

**جالندھر ۱۲ جون** - چھاؤنی میں فوجی حکام نے کوئٹہ اور مضافات میں کھدائی کے کام کے لئے مزدوروں اور کلرکوں کی بھرتی شروع کر دی ہے - ہزارہا لوگ اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں - جن لوگوں کو بھرتی کیا جاتا ہے - ان سے معاہدہ میں لکھوایا جاتا ہے - کہ انہیں ایک سال تک لازماً نوکری کرنی ہو گی۔

**برلن ۱۴ جون** - فروری ۱۹۳۳ء میں پارلیمنٹ جرمنی کی آتش زدگی کے سلسلہ میں کمیونسٹ لیڈر ٹارگر جیل میں تھا - مگر اب رہا کر دیا گیا ہے

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا - اڈیٹر غلام نبی